Pathway to Ilm | Islamic Lifestyle & Motivation
PATHWAY TO ILM

ماہانہ نیوز لیٹر

شمارہ نمبر 08 | شعبان 1446 / فروری 2025

ہمارا آٹھواں نیوز لیٹر!

شعبان کے مہینے میں روزے رکھنے کے فضائل

شعبان کا مہینہ ان بابرکت مہینوں میں سے ہے جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ سے خاص راہنمائی ملتی ہے۔ مستند احادیث میں یہ بات مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں بکثرت روزے رکھا کرتے تھے۔ یہ فرض نہیں بلکہ نفل روزے ہوا کرتے تھے جو صرف رمضان المبارک کی تیاری کی خاطر رکھے جاتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے اپنے قول اور عمل دونوں سے رمضان المبارک کے استقبال کا طریقہ سکھلایا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ رمضان المبارک کے بعد کس مہینے میں روزے افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تعظیم رمضان کے لیے شعبان کے روزے رکھنا افضل ہیں۔

عن أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ أَرَكَ تَصُومُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُورِ مَا تَصُومُ مِنْ شَعْبَانَ . قَالَ: "ذَلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَب وَرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ"

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میں نے آپ کو جس قدر کثرت سے شعبان میں روزے رکھتے دیکھا اتنا کسی اور مہینے میں نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رجب اور رمضان کے درمیان ایک عظمت والا مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہیں، اور اس مہینہ میں لوگوں کے اعمال اللہ رب العزت کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے اعمال اس حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لاَيُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لاَ يَصُومُ وَكَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ أَوْ عَامَّةَ شَعْبَانَ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس تسلسل سے) روزے رکھتے کہ ہم سمجھتے (اب) آپ روزے (ہی) رکھتے رہیں گے، اور (کبھی آپ اس تسلسل سے) بغیر روزے کے رہتے کہ ہم سمجھتے (اب) آپ بغیر روزے کے رہیں گے اور وہ شعبان کے اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔

شعبان کے روزے اگرچہ فرض نہیں بلکہ نفلی روزے ہیں پھر بھی ان احادیث سے اس مہینے میں روزہ رکھنے کی فضیلت بخوبی معلوم ہو گئی ہے۔

اس ماہ کی دوسری خصوصیت پندرہویں شعبان کی رات اور اس دن کا روزہ رکھنا ہے۔ اس رات کو اکثر "لیلۃ البرآۃ" (یعنی جہنم کی آگ سے خلاصی) کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ احادیث میں اس رات کی خاص فضیلت آئی ہے۔ اس رات اور روزوں کی فضیلت کے بارے میں تفصیلی معلومات اس رسالے کی صفحہ نمبر 3 اور 4 پر ملاحظہ فرمائیں۔

- مولانا سید ریحان حیدر

جنت میں داخل ہونے کے 100 راستے

40	39	38	37	36
نظروں کی حفاظت کرنا	سچ بولنے والا	چالیس دن تکبیر اولی کے ساتھ فرض نماز ادا کرنا	فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی کا پڑھنا	سورۃ الملک کا پڑھنا

حوالہ: جنت کے سو راستے از ڈاکٹر شبیر احمد

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

حضرت خدیجہ رضي اللہ عنہانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات سفر راہب کی ساری باتیں اور فرشتوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرنا ورقہ بن نوفل سے جا کر بیان کیا۔ ورقہ نے ساری باتیں سن کہ کہا کہ اگر یہ سارے بیان کردہ واقعات سچے ہیں تو یقیناً یہی وہ آخری پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس امت کے نبی ہیں۔ اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اس امت میں ایک نبی آنے کو ہے جس کا ہمیں انتظار ہے اور ان کی آمد کا وقت قریب آچکا ہے۔ ورقہ بن نوفل کی یہ باتیں سن کر حضرت خدیجہ کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا شوق پیدا ہوا اور اس طرح حضرت خدیجہ نے خود سفر شام کے ٹھیک دو ماہ پچیس دن بعد آپ کو پیغام نکاح بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے مشورہ کے بعد اس کو قبول فرمایا۔ طے شدہ تاریخ پر آپ اپنے چچا ابو طالب، حضرت حمزہ اور دیگر رؤسائے خاندان کے ہمراہ حضرت خدیجہ رضي اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت خدیجہ کے والد کا انتقال حرف فجار سے دو ماہ قبل ہی ہو چکا تھا اس لئے بوقت نکاح حضرت خدیجہ رضي اللہ عنہا کے چچا عمرو بن اسد موجود تھے۔

خطبہ نکاح ابو طالب نے پڑھایا اور اختتام خطبہ ان الفاظ سے کیا:

أمّا بعد فإنّ محمّدًا ممن لا يوازن به فتى من قريش إلا رجح به شرفًا ونبلاً وفضلًا وعقلًا وإن كان في المال قل فإنّه ظل زائل وعارية مسترجعة وله في خديجة بنت خويلد رغبة ولها فيه مثل ذلك۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قریش کے جوانوں میں سے وہ جوان ہے جن کی رفعت و بلندی، عزت و شرافت اور سمجھ اور دانائی میں کوئی ہمسر اور ثانی نہیں ہے۔ اگرچہ ان کے پاس مال و دولت کی کمی ہے لیکن مال تو ایک سایہ کی طرح زائل و ختم والی چیز ہے اور عاریت ہے جو واپس کی جائے گی۔ یہ خدیجہ سے نکاح کی طرف مائل ہے اور اسی طرح ان میں بھی آپ کی طرف نکاح کی رغبت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بوقت نکاح پچیس جبکہ حضرت خدیجہ رضي اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ مہر میں بیس اونٹ طے پائے۔ سیرت ابن ہشام اور حافظ ابو بشر دولمی کے مطابق آپ کی مہر کی مقدار ساڑھے بارہ اوقیہ تھی۔ ایک اوقیہ چالیس درھم کا ہوتا ہے لہذا کل مہر شرعی پانچ سو درہم ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا نکاح جبکہ حضرت خدیجہ رضي اللہ عنہا کا یہ تیسرا نکاح تھا۔

حوالہ: محمد ادریس کاندھلوی، سیرت المصطفیٰ (صفحہ-33)

حدیث

_مفتی عبد الکریم

«إِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللَّهُ بِهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتْ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتْ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ يَرْفَعُ وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتْ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَرَعَوْا وَأَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللَّهِ وَنَفَعَهُ بِمَا بَعَثَنِيَ اللَّهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ»

اس کی مثال جو اللہ نے مجھے ہدایت اور علم دیا، ایسی ہے جیسے زمین پر بارش برسی اور اس (زمین) میں کچھ حصہ ایسا تھا جس نے پانی کو چوس لیا اور چارا اور بہت سا سبزہ اگایا۔ اور اس کا کچھ حصہ کڑا سخت تھا، اس نے پانی کو جمع رکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس (پانی) سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا کہ انہوں نے اس میں سے پیا، پلایا اور چرایا۔ اور اس کا کچھ حصہ چٹیل میدان ہے کہ نہ تو پانی کو روکے اور نہ گھاس اگائے۔ (جیسے چکنی چٹان کہ پانی لگا اور چل دیا) تو یہ اس کی مثال ہے کہ جس نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اللہ نے اس کو اس چیز سے فائدہ دیا جو مجھے عطا فرمائی، اس نے آپ بھی جانا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور جس نے اس طرف سر نہ اٹھایا (یعنی توجہ نہ کی) اور اللہ کی ہدایت کو جس کو میں دے کر بھیجا گیا قبول نہ کیا۔ (صحیح بخاری: 79)

شب براءت کی فضیلت

ماہ شعبان کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس مہینے میں لیلۃ البراءۃ آتی ہے یعنی آگ سے خلاصی والی رات۔ یہ رات شعبان کی چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے درمیان والی شب ہے۔ اس پندرھویں شب جو کہ شب براءت کے نام سے بھی مشہور ہے اس کے بارے میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ حضرات اس شب کی فضیلت کے مکمل طور پر انکار کرتے ہیں اور اس رات کو عبادت کرنے کو گناہ اور بدعت سمجھتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف کے احباب اس رات کی فضیلت کے قائل ہیں اور اس شب کو باقاعدہ عبادات میں گزارتے ہیں۔

اسلام افراط و تفریط کو پسند نہیں کرتا بلکہ اسلام ہمیشہ اعتدال اور میانہ روی کا درس دیتا ہے۔ اس لئے جو اس رات کی فضیلت کے انکاری ہیں ان پر زیادہ تنقید و جرح نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ وہ اپنے دلیل کی بنیاد پر اپنے موقف پر قائم ہیں۔ اسی طرح دوسری طرف والے حضرات بھی دلیل کی بنیاد پر یہ رات شب بیداری میں گزارتے لہذا ان کو بھی فاسق اور بدعتی پکارنے سے گریز کرنا چاہیے۔

یہ ہم مسلمانوں کی ایک طرح ہمیشہ بدقسمتی رہی ہے کہ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑتے رہتے ہیں۔ عقائد کے معاملے میں تو اختلاف اور جھگڑے شروع سے ہی چلے آرہے تھے اب عبادات میں اختلاف نے بھی وہی رخ اختیار کرلیا ہے۔ اسی شب برات کی مثال ہی لے لیں، اب اس پر عمل کرنا نہ فرض ہے اور نہ واجب ہے، بلکہ یہ ایک مستحب عمل ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جائے گا کہ اس پر عمل کرنے والے کو ثواب ملے اور اس رات میں عبادت کرنے والا گنہگار نہیں ہوگا۔

اس میں دو رائے نہیں ہے کہ شب براءت کی فضیلت سے متعلق احادیث میں ضعیف، (سند کے لحاظ سے کمزور) موضوع (من گھڑت) اور مرسل (علم حدیث میں مرسل سے مراد وہ حدیث ہے جس میں سلسلہ سند کسی صحابی پر ٹوٹا ہو یعنی تابعی براہ راست آنحضرت سے روایت کرے) احادیث شامل ہیں۔ جہاں تک من گھڑت اور موضوع احادیث کی بات ہے، وہ تو بالکل قابل قبول نہیں ہے۔ البتہ کمزور اور مرسل احادیث کو یکسر مسترد نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ضعیف احادیث کے مضمون کو ثبوت دوسرے قرائن سے مل جائے تو اس صورت میں ان احادیث پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ مرسل احادیث سے متعلق میری رائے یہ ہے کہ وہ غیر مشروط طور پر حجت بن سکتی ہیں۔

میں نے اپنے پی ایچ ڈی مقالے کے مقدمہ میں مرسل حدیث کی صحت پر تفصیلی بحث کی ہے جس کے نتیجے میں یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ مرسل احادیث بلاشبہ حجت بننے کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی مسند (جس کی سند آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جائے) احادیث سے بھی زیادہ قوی ہوتی ہیں۔ یہ بات سراسر غلط ہے کہ شب براءت کی فضیلت میں وارد تمام کی تمام احادیث کمزور اور من گھڑت ہیں۔ جہاں تک راویوں پر جرح والتعدیل (تنقید و تعریف) کا تعلق ہے وہ تقریباً ہر راوی پر جہاں جرح ہوئی ہے وہی اس راوی کے بارے میں التعدیل (تعریف) کا بھی ذکر ملتا ہے۔

<u>لیلۃ البراءۃ کی فضیلت میں احادیث</u>

امام ترمذی سے روایت ہے: ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا، میں نکلی اور دیکھا کہ آپ بقیع میں تشریف فرما ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں اندیشہ ہوا کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول تم پر زیادتی کریں گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خیال کیا کہ آپ کسی اور زوجۂ مطہرہ کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی شب براءت کو آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ قبیلہ کلب بکریوں کے ریوڑ کے بارے میں بڑا مشہور تھا۔ اور اس حدیث بالا میں اس مثال سے شب براءت میں اللہ تعالی کی وسعت مغفرت ثابت ہورہی ہے۔

ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب نصف شعبان کی رات ہو تو اس رات کو عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو؛ اس لیے کہ اُس رات میں اللہ تعالی غروبِ شمس سے طلوعِ فجر تک آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور اعلان فرماتے ہیں: ہے کوئی مغفرت کا طلب گار کہ میں اس کی مغفرت کروں! ہے کوئی روزی کا طلب گار کہ میں اس کو روزی دوں! ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اس کو عافیت دوں! ہے کوئی ایسا! ہے کوئی ایسا! (یوں اللہ تعالی مختلف اعلانات فرماتے ہیں) یہاں تک کہ فجر طلوع ہوجاتی ہے۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو اپنی مخلوق کی طرف جھانکتے ہیں اور تمام مخلوقات کو بخش دیتے ہیں، ماسوائے شرک کرنے والے اور بغض رکھنے والے کے۔

اگرچہ ان احادیث کے اسناد میں تھوڑا بہت کلام ہے، لیکن پھر بھی مجموعی لحاظ سے اتنی بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ یہ رات خاص فضیلت کی حامل ہے۔ عصر حاضر کے کچھ علماء نے ان احادیث کی اسناد پر تھوڑا بہت کلام کی بنیاد پر سرے سے اس رات کی فضیلت سے ہی انکار کیا ہے، جو کہ سراسر غلط ہے۔

سچ بات تو یہ ہے کہ محدثین کی ایک بڑی جماعت ان میں سے بہت ساری احادیث کو صحیح قرار دیتی ہے اور جن احادیث میں تھوڑا بہت ضعف ہے بھی تو دوسرے طرق سے وہ بھی زائل اور دور ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس امت کے سلف صالحین ہمیشہ اس رات کی فضیلت کے قائل رہے ہیں اور اپنی بساط کے مطابق مسلسل شب بیداری کا اہتمام بھی فرمایا ہیں۔

اوپر ذکر شدہ احادیث اور اس باب میں وارد دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کی بڑی فضیلت ہے، لہذا اسے یوں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ خالد بن معدان، امام مکحول، اور لقمان بن عامر اور کچھ دیگر عظیم تابعین حضرات وہ بڑے نام ہیں جنہوں نے اس رات کی فضیلت پر بہت زور دیتے رہے۔ سب سے بڑھ کر مشہور امام اسحاق بن راہویہ بھی اس رات کی فضیلت کے قائل ہیں۔

<u>اس رات کے اعمال</u>

اس رات میں جتنی عبادت ممکن ہو ضرور کریں۔ بہتر تو یہ ہے کہ پوری رات عبادت میں مشغول رہے، ورنہ رات کا آخری حصہ بہترین وقت ہے عبادت کیلئے جس میں بلا تعین رکعات جتنی ممکن ہو نماز پڑھے، البتہ آٹھ رکعت مستحب ہیں۔ اس رات نماز میں اپنی تلاوت، رکوع اور سجود کو خوب طول دیں۔ قرآن کی کثرت سے تلاوت کرنا اور ذکر میں مشغول ہونا، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنا بھی بہت فائدہ مند ہے۔ دعاؤں میں مشغول ہونا، خاص طور پر وہ دعائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہو، محض دعاء بذات خود عبادت کا ایک اہم عمل ہے، جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتا ہے۔

جو عورتیں نماز یا قرآن کی تلاوت نہیں کر سکتیں وہ پھر بھی ذکر، تسبیح اور درود میں مشغول ہو سکتی ہیں۔ وہ اپنی پسندیدہ زبان میں بھی دعائیں کر سکتی ہیں۔

<u>پندرہویں شعبان کا روزہ</u>

لیلۃ البراءۃ کے اگلے دن یعنی پندرہویں شعبان کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روزے کی ترغیب دی ہے۔ اگرچہ بعض علماء اس روایت کی سند پر سوال اٹھاتے ہیں، لیکن یہ بات اچھی طرح سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں کثرت سے روزہ رکھتے تھے۔ مزید یہ کہ سلف صالحین ہمیشہ اس پر کاربند رہے ہیں جو اس کی فضیلت کی علامت ہے۔

حوالہ جات: مفتی محمد تقی عثمانی: اسلامی مہینے۔ (صفحہ 64-68 اور 73-74)، ڈاکٹر شبیر احمد: شب براءت کی حقیقت (احادیث کی روشنی میں)۔

<u>۔ڈاکٹر شبیر احمد</u>

ہمارے پہلے شائع شدہ مضامین اور نیوز لیٹر کے لئے ہماری ویب سائٹ پر تشریف لائیں اور مندرجہ ذیل لنک کو دبائیں:
www.pathwaytoilm.info